رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ نمبر ۲۲۹۶

فاروق

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۴ | قادیان مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۲۹ء مطابق ۱۵ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ | نمبر ۱۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاروق کے ناظرین سے

یہ امر فاروق کے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ہر قسم کا حملہ کرنے والوں کے لئے فاروق ہمیشہ سب سے آگے رہا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنے محض فضل سے اس کے قلم میں وہ قوت رکھ دی ہے۔ کہ دشمن کو آگے بڑھنے کا حوصلہ باقی نہیں رہتا۔

پیغامی فتنہ نے جب سر نکالا۔ تو الحق فاروق کی صورت میں قادیان سے نکلا۔ اور اس پیغامی جنگ میں خدا تعالےٰ نے اسے فتح نمایاں عطا فرمائی۔ آریوں اور ثنائی حملوں کا بھی اس نے منہ توڑ جواب ہی نہیں دیا۔ بلکہ جب ان پر جارحانہ حملہ کیا تو انہیں ہوش آ گئی۔

قادیان کے مستری فتنہ نے جب نور اللہ کے بجھانے کے لئے پھونکیں مارنی شروع کیں۔ تو فاروق نے اس زہریلے سانپ کی کچلیوں کو کچلنے کے لئے مشین سیویاں نمبر تیار کیا۔ اور اس نے جو کام کیا ہے وہ ظاہر ہے

غرض

فاروق نے ہر موقعہ پر اپنے فرض کا عملی احساس کیا ہے۔ اور صرف خدا سے ڈر کر واقعات کی روشنی میں ہر اس ذلیل حملہ کا مقابلہ کیا ہے۔ جو کسی رنگ میں سلسلہ پر کیا جاوے۔ یہی اس کی زندگی کا مشن ہے اور اسی جنگ میں وہ اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک کھڑا رہنا چاہتا ہے۔

اب

ایک نئے رنگ میں حملہ کی تیاریاں کی گئی ہیں۔ اور حملہ آور میدان میں اتر آئے ہیں۔ اس لئے فاروق اس حملے کے دفاع کے لئے خدا کے فضل اور رحم پر بھروسہ کر کے آگے آتا ہے۔ یہ حملہ کچھ شک نہیں براہ راست سلسلہ پر نہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی کلام نہیں۔ کہ اس حملہ کی تہ میں سلسلہ کے وقار اور سلسلہ کی اخلاقی اور اتحادی قوتوں کو چیلنج کیا گیا ہے۔ اور مسلمانوں کے اقتصادی اور مذہبی حقوق پر حربہ چلایا گیا ہے۔ اس لئے فاروق اس میدان میں پیچھے نہیں بلکہ آگے رہنا چاہتا ہے +

فاروق کے پڑھنے والے جانتے ہیں۔ کہ ۱۰ اگست ۱۹۲۹ء کو قادیان کے مذبح کو سکھوں نے حملہ کر کے گرا دیا۔ اس کی تفتیش کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن قادیان کے آریوں ہندوؤں اور سکھوں نے متفقہ کوشش سے اس کے متعلق غلط اور شرمناک پراپگنڈا شروع کیا ہے۔ واقعات اور حقیقت سے دور امور کو شائع کیا جاتا ہے۔ مقامی حکومت پر بے بنیاد الزام لگا کر دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ اور احمدی جماعت پر بھی مختلف قسم کے کمینے حملے کئے جاتے ہیں۔ ان حالات میں یہ ضروری ہے کہ جماعت کو تشویش سے بچانے اور صحیح حالات سے واقف رکھنے کے لئے کچھ عرصہ کے لئے فاروق کو روزانہ کر دیا جاوے۔ جو ضرورت ہوئی تو اس پرچہ کے بعد کچھ دنوں تک روزانہ نکلیگا۔ میں احباب سلسلہ سے کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ فاروق اپنا فرض ادا کرنے کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کی اشاعت کو بڑھا کر اس مقصد میں مدد دے۔ جس کے لئے میں اسے سردست روزانہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں صاف طور پر لکھ دینا چاہتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں۔ کہ یہ صرف عارضی انتظام ہے۔ روزانہ اخبار کی ذمہ داری بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ مختلف جماعتیں فوراً اطلاع دیں۔ کہ کس کس قدر کاپیاں انہیں بھیجی جاویں۔ مستقل خریداران فاروق کی خدمت میں اخبار بدستور ہفتہ وار جاری رہے گا۔ میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ جس غرض اور مقصد کے لئے یہ کوشش کر رہا ہوں۔ اسے اپنے فضل اور رحم سے کامیاب کرے۔ آمین + (ایڈیٹر)

چمبہ کا ایک ہندو تہوار

(فاروق کے خاص نامہ نگار سے)

چمبہ شہر پہاڑ کی چوٹی پر ایک چوگان کے گرد واقع ہے۔ ایک طرف راجہ صاحب کا محل کلب اور دوسری طرف مکانات واقع ہیں نیچے دریائے راوی بڑی تیزی سے بہتا ہے۔ یہاں ہر سال ساون کے تیسرے اتوار ایک تہوار منایا جاتا ہے۔ جسے "منجری" کہتے ہیں۔ ساون کے دوسرے اتوار (کھڑی کی طرح) اہالیان چمبہ سینہ پر ایک "منجر" آویزاں کر لیتے ہیں۔ وہ بھینسا جو اس دن کے لئے شروع سال سے منتخب کیا جاتا ہے۔ اور جس کی پرورش کے لئے خاص سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔ اسے بھی اسی دن باندھ لیا جاتا ہے۔ ایک ہفتہ کے بعد یعنی تیسرے اتوار کو اطراف و جوانب سے تماشائی کثرت سے آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی روز دریا کے کنارے اوپر۔ راجہ صاحب کے لئے ایک خاص چبوترہ بنایا جاتا ہے۔ چار بجے کے قریب لوگ وہاں جمع ہونے شروع ہو جاتے ہیں راجہ صاحب اس چبوترہ پر جلوہ فرما ہوتے ہیں۔ اس سے کچھ فاصلہ پر رانی کا خیمہ بھی نصب ہوتا ہے۔ راجہ صاحب ریشمی رومال میں کچھ روپیہ اور اپنی "منجر" وغیرہ باندھ لیتے ہیں۔ عین وقت پر جہیں رانی کا رومال ہلتا ہوا نظر آتا ہے۔ جسے دیکھتے ہی راجہ صاحب اپنا رومال دریا میں پھینک دیتے ہیں۔ ساتھ ہی اس بھینسے کو زور سے دھکیلتے ہوئے دریا میں گرا دیا جاتا ہے۔ وہ بیچارا بھٹکتا۔ جو کبھی کھانا دریا میں جا گرتا ہے۔ اور پانی کی تیزی کا مقابلہ کرتے ہوئے اس میں سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اب اس کشاکش میں وہ پار نکل جائے۔ تو یہ راجہ صاحب کے لئے نئے سال کے متعلق نیک شگون سمجھا جاتا ہے۔ اور جو شخص بھی اس بھینسے پر قبضہ کر لے۔ وہ اسی کی ملکیت۔ لیکن اگر وہ "آر" (جدھر سے پھینکا گیا تھا) نکل آئے۔ تو یہ راجہ صاحب کے لئے بدشگون۔ اس لئے وہاں پہلے سے ایسے آدمی مقرر ہوتے ہیں۔ جو اس بھینسے کو "آر" نہ نکلنے دیں۔ یہ کشاکش پل تک جو قریباً ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ رہتی ہے۔ بعد میں اگر وہ "آر" نکل آئے۔ تو اسے اگلے سال کے لئے رکھ لیا جاتا ہے۔

سنا گیا ہے۔ کہ متواتر چار سال سے یہ بھینسا "آر" ہی نکلتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ اسی بیچارے پر قسمت آزمائی کی جاتی ہے۔

مقاطعہ جوعی کے ملزموں کے متعلق حکومت پنجاب کا بیان

شملہ ۱۰ راگست حکومت پنجاب کا بیان ہے۔ کہ چونکہ مقدمہ سازش لاہور کے ان ملزموں سے سلوک کے متعلق جنہوں نے جیل میں مقاطعہ جوعی کر رکھا ہے۔ قدرے غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ اس لئے عام اطلاع کے لئے حسب ذیل واقعات شائع کئے جاتے ہیں۔

(۱) مقدمہ سازش کے سلسلہ میں ملزم دو جماعتوں میں منقسم ہیں۔ (الف) وہ ملزم جو پیشتر سے سزایاب ہیں۔ اور سپیشل مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں مقدمہ سازش لاہور کی سماعت کے شروع ہونے کے وقت تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۰۹ اور قانون مادہ ہائے آتشگیر کے ماتحت سزا بھگت رہے ہیں (ب) وہ لوگ جو مقدمہ سازش لاہور کے ملزم ہیں۔ لیکن کسی دوسرے مقدمہ میں سزا نہیں بھگت رہے ہیں۔

(۲) قواعد جیل کے ماتحت موخر الذکر اشخاص کیساتھ زیر سماعت قیدیوں کا سلوک کیا گیا۔ انہیں جیل سے باہر اپنے احباب سے کھانا منگوانے کی اجازت دیگئی باہر سے کھانا نہ ملنے کی صورت میں انہیں قواعد جیل کے ماتحت معمولی خوراک دی گئی (۳) اول الذکر سزا یافتہ ہیں۔ اور انہیں دہلی کی عدالت نے خاص قیدی نہیں قرار دیا ہے۔ قانون کے ان واقعات کے پیش نظر جن کے ماتحت انہیں صرف یہ استحقاق حاصل ہے۔ کہ وہ کمرہ اور خوراک کے متعلق اس سلوک کے حقدار ہیں۔ جو غیر سپیشل کلاس قیدیوں کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔ یعنی انہیں جیل کی معمولی خوراک مل سکتی ہے۔

(۴) لیکن بایں ہمہ حکومت پنجاب نے جیل کے انچارج میڈیکل آفیسروں کے نام خاص احکام صادر کر دیئے جن کا مفاد یہ تھا۔ کہ اس مقدمہ کے ہر دو قسم کے ملزموں کی صحت کا خیال رکھا جائے۔ اور اگر ضرورت پڑے۔ تو انہیں خاص طبی وجوہ کی بنا پر خاص خوراک دیجا سکتی ہے۔

(۵) ہر دو ملزم بھگت سنگھ اور دت نے مقاطعہ جوعی کر رکھا ہے۔ اس لئے کہ وہ ہندوستان کے تمام سیاسی قیدیوں کے لئے جن میں سنگین الزام کا ارتکاب کرنے والے بھی شامل ہیں۔ اور جنہیں عدالت نے سپیشل کلاس قیدی قرار نہیں دیا۔

(۶) جیل کے انچارج میڈیکل افسر نے حکومت پنجاب کی ہدایت کے مطابق مقدمۂ سازش کے ملزموں کے لئے خاص خوراک دیئے جانے کا حکم صادر کیا۔ اسی طرح چند زیر سماعت قیدیوں کے لئے خوراک خاص دیئے جانے کا حکم صادر کیا گیا ہے۔ اور انہیں اپنے احباب اور ڈیفنس کمیٹی سے کھانا منگوانے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ لیکن باوجود ہر دو قسم کے ملزموں نے اس رعایت سے فائدہ اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور مقاطعہ جوعی شروع کر دیا۔ جو ابھی تک جاری ہے۔ زیر سماعت قیدیوں نے بھی اس رعایت سے فائدہ اٹھانے سے انکار کر دیا +

(۷) مصنوعی طریق پر غذا دینے کا طریقہ صرف اس ...

(بقیہ دیکھو صفحہ ۱۲ کالم ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دار الامان مورخہ ۲۱ ر اگست ۱۹۲۹ء

حاجیوں کیلئے آرام رسان تجاویز

گورنمنٹ آف انڈیا نے حجاج کی آسائش و آرام اور ان کے موجودہ سفر کے مشکلات و مصائب کی تحقیقات کے لئے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی ہے۔ جس نے ہندوستان کا دورہ کیا ہے۔ اور اس مہینے میں وہ غالباً لاہور آئیگی اس نے امور تحقیقات کے متعلق ایک پمفلٹ چھاپ کر مختلف صوبجات کے سربر آوردہ مسلمانوں اور مختلف انجمنوں کے پاس بغرض جواب بھیجا ہے۔ ہماری انجمن نے اس کے جواب کے لئے مکرمی عرفانی صاحب کو ڈی سپوٹ کیا۔ جنہوں نے ۱۹۲۷ء میں یورپ سے واپسی پر حج کو جاتے ہوئے اس سوال پر غور کی تھی۔ اور انہوں نے ایک مفصل سکیم انجمن خدام الحجاج کی تیار کی تھی۔ ہندوستان سے نیر صاحب حج کے لئے گئے۔ اور اس طرح ہر دو بزرگوں نے ملکر اس مسئلہ پر مکہ معظمہ اور جدہ میں مختلف ممالک کے مسلمانوں اور مختلف حکومتوں کے نمائندوں سے تبادلہ خیالات کیا۔ اس ذاتی تجربہ کی بناء پر انہوں نے سوالات کا جو جواب دیا ہے عام لوگوں کی آگاہی کے لئے فاروق اسے شائع کرتا ہے۔ (ایڈیٹر)

تحقیقاتی کمیٹی کیلئے اشارات

حج کمیٹی کی طرف سے جو سوالات بغرض جواب شائع کئے گئے ہیں۔ ان کے متعلق اصولی اور اجمالی طور پر ہم ایک جواب پیش کرتے ہیں۔ اور ضرورتاً کسی جگہ بنفید نمبر بھی سوالات کا جواب دینے کی کوشش کریں گے۔ یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے۔ کہ ہم نے ان سوالات کے جواب دینے میں اس امر کو بھی مدنظر رکھا ہے۔ کہ سماعی باتوں پر انحصار نہ ہو۔ بلکہ ان جوابات کو اس تجربہ پر مبنی رکھا ہے۔ جو حج بیت اللہ کے بعد تمام حالات کی دیکھ بھال اور صحیح علم حاصل کرنے کے بعد ہوا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں ہماری جماعت کا ایک بڑا قافلہ حج بیت اللہ کے لئے گیا۔ جن میں سے ایک حصہ نے ہندوستان سے سفر کیا۔ اور دوسرے نے یورپ سے براہ قسطنطنیہ اور مصر۔ اس طرح سے ہمارا تجربہ خدا کے فضل سے وسیع ہے۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ مختلف ممالک کے اُن مسلمان عمائد سے جو مکہ میں موجود تھے۔ حجاج کی مشکلات اور تکالیف پر تبادلہ خیالات کیا گیا بعد ازاں جدہ پہنچ کر مختلف ممالک کے قونصلوں سے گھنٹوں اس مضمون پر گفتگو کی گئی۔ اور ہماری جماعت کے نمائندوں نے تمام تکالیف اور مشکلات پر مفید بحث کی۔ ان حالات میں ہم جو کچھ لکھ رہے ہیں۔ وہ کامل تحقیقات اور ذاتی تجربہ اور علم کا نتیجہ ہے۔

ہندوستانی حجاج کی مشکلات

اس وقت چونکہ صرف ہندوستانی حاجیوں کی مشکلات کا سوال در پیش ہے۔ اور دوسرے ممالک کے حاجیوں کے متعلق ہم کچھ کر بھی نہیں سکتے۔ اس لئے حجاج کی مشکلات کے متعلق ہمارا نقطہ مرکزی صرف ہندوستانی حجاج ہی ہوں گے۔

حجاج کی مشکلات اور تکالیف اب ایک مُسلّم اور ناقابل تردید مسئلہ ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ ان مشکلات کے دور کرنے میں اس وقت تک پوری اور متحد قوت سے کام لیا ہی نہیں گیا۔ ہم ان مشکلات اور مصائب کا ذمہ دار صرف گورنمنٹ کو ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ خود حجاج اور مسلمان بھی ذمہ دار ہیں۔ اور جب تک متحدہ قوت اور اتحاد عمل سے کام نہ لیا جاوے گا۔ ان مشکلات کے دور ہونے کی توقع ایک عبث فعل ہے ہم سب سے پہلے ان امور کا ذکر کریں گے۔ جن کی طرف سے مسلمان پبلک یا حجاج غفلت کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ہر قسم کی مشکلات سے انہیں دوچار ہونا پڑتا ہے۔

پہلی فروگذاشت

یہ ہے۔ کہ ہر سال بہت سے ایسے لوگ حج کو جاتے ہیں۔ جن پر شریعت کے مقررہ معیار کے موافق حج فرض نہیں ہوتا۔ وہ نہایت قلیل رقم لیکر اور صحت کی نادرستی کے باوجود حج کو چلے جاتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کمی خرچ کے باعث نہ اپنی بہترین غذا کا انتظام کر سکتے ہیں۔ اور نہ سفر کی دوسری صعوبتوں سے بچ سکتے ہیں۔ اور اس پر اضافہ ان مشکلات اور تکالیف کا ہوتا ہے۔ جو جہازات میں اچھی جگہ کافی ہوا اور پانی۔ روشنی وغیرہ میسر نہ آنے کے باعث ہوتی ہیں۔ اور اس طرح پر بہت سی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ پس سب سے پہلے اس امر کا انتظام ضروری ہے۔ کہ کسی حاجی کو جانے کی اجازت نہ ہو جو شرعاً حج کے قابل نہ ہو۔

گورنمنٹ کی مشکل

مگر اس کے متعلق گورنمنٹ کی پوزیشن بہت نازک ہے۔ اگر گورنمنٹ کسی قسم کی پابندیاں عائد کرے۔ تو ہندوستان کے ناسمجھ اور ایجیٹیشن پھیلانیوالے طبقہ کے مسلمان یا غیر مآل اندیش ملاں اسے مذہب میں مداخلت قرار دینگے۔ اس مشکل کا حل گورنمنٹ کے ہاتھ میں نہیں۔ اور اگر حج کمیٹی یا مسلمان مل کر بھی اس کے متعلق کوئی درخواست کریں۔ تو گورنمنٹ اپنے سیاسی تدبر کے وقار کو کوئی پابندیاں عاید کرنے والا قانون بناکر ضائع نہیں کریگی۔ ہمارے نمائندوں نے اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر حجاز میں بھی گفتگو کی تھی۔ اور ہر اس شخص نے جس کے ساتھ تبادلہ خیالات ہوا اس کو تسلیم کیا۔ کہ یہ ایک واقعہ ہے۔ اور نقصان رساں ہے۔ اور یہ کہ اس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسداد گورنمنٹ نہیں کرسکتی - البتہ

گورنمنٹ حجاز کرسکتی ہے

وہ ایسا قانون نافذ کرسکتی ہے - کہ جس حاجی کے پاس کافی روپیہ کی ضمانت موجود نہ ہو - اسے جدّہ سے اترنے نہ دیا جائے - لیکن حجاز گورنمنٹ کی راہ میں دوسری قسم کی مشکلات ہیں - حجاز گورنمنٹ کی آمدنی کا انحصار حجاج پہ ہے - طبعی طور پر اس کی خواہش ہونی چاہیئے - کہ جس قدر زیادہ سے زیادہ حجاج دوسرے ممالک سے آئیں - اچھا ہے - تاکہ اس کے مالیہ میں اضافہ ہو - اس لئے وہ بھی اس قسم کا کوئی قاعدہ نافذ کرنے کے لئے تیار نہیں - ہم نے حجاز گورنمنٹ کے بعض کارکنوں سے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کیا - اور انہوں نے اس پر کسی قسم کا نوٹس لینے سے معذوری ظاہر کی - اس لئے جب تک اس مشکل کو حل نہ کیا جاوے گا - مشکلات کا دروازہ کھلا رہے گا - اور اگر دوسری اصلاحات ہو بھی جائیں - تو بھی اس کا سدباب نہیں ہوگا -

سوال یہ ہے - کہ ایسے لوگ، جو کافی روپیہ اور اچھی صحت نہیں رکھتے - حج کے لئے کیوں آمادہ ہوتے ہیں - جہاں تک ہماری تحقیقات ہے - اور ہم اسکو بالکل صحیح یقین کرتے ہیں - وہ یہ ہے - کہ حاجیوں کو حجاز لے جانے کا زبردست پروپیگنڈا کیا جاتا ہے - اور یہ پروپیگنڈا کرنے والے لوگ مکہ کے معلم یا مطوف خود یا ان کے ایجنٹ ہوتے ہیں - وہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں عموماً اور بنگال میں خصوصاً پہونچکر لوگوں کو حج کے لئے آمادہ کرتے ہیں - اور تھوڑی سے تھوڑی رقم اخراجات کی بتاکر انہیں تیار کر لیتے ہیں - اس سے ان کا مقصد تو پورا ہو جاتا ہے - مگر حاجیوں کی مشکلات بڑھ جاتی ہیں - اس پروپیگنڈا کو روکنا ضروری ہے - اور جو لوگ اس غرض کے لئے ہندوستان میں آئیں انہیں پاسپورٹ نہیں ملنا چاہیئے - اور حاجیوں کی اس تجارت کو آزاد تجارت کا درجہ نہیں دینا چاہیئے

اس مقصد کے لئے جہاں تک ہمارے غور و فکر کا نتیجہ ہے - ایک ہی تدبیر کارگر ہو سکتی ہے - کہ ہر صوبہ میں حج کمیٹی قائم ہو - اور جب تک وہ اپنی تسلی اور اطمینان نہ کرلے - کہ جو شخص حج کے لئے جا رہا ہے - وہ شرعی طور پر مکلف ہے - اسے اجازت نہ دی جائے اور اگر یہ انسداد ہو جاوے - تو کچھ شک نہیں - کہ اوّل اوّل حجاج کی تعداد میں کمی واقع ہوگی - مگر اس کے ساتھ ہی لوگوں میں صحیح احساس پیدا ہو جائیگا - یہ حج کمیٹی سرکاری نہ ہو - بلکہ مسلمانان صوبہ خود اس کی ہیئت ترکیبی بنائیں - حکومت اخلاقی امداد دے - اس پر حکومت کا کوئی دباؤ یا اثر قطعاً نہ ہو - اس سے گورنمنٹ کا دخل مذہبی مداخلت سے پاک رہے گا - اور مقصد پورا ہو جائے گا -

یہی حج کمیٹی حجاز گورنمنٹ کو توجہ دلائے - کہ وہ ان مطوفین یا ان کے ایجنٹوں کو ہندوستان آنے کی اجازت نہ دے - جو اس قسم کے پروپیگنڈا کیلئے آتے ہیں - اور اگر کوئی شخص اس قسم کا پروپیگنڈا کرتا ہوا ہندوستان میں پایا جائے - تو اس پر مناسب نوٹس لیا جائے - یہ بنیادی امر موجب تکالیف ہے اس کے بعد ہم ان مشکلات اور تکالیف کا ذکر کرتے ہیں - جو عام طور پر پیدا ہوتی ہیں -

حج کمیٹی

حاجیوں کی آسائش اور سہولت کے لئے ایک جنرل حج کمیٹی قائم ہونی چاہیئے - اور اس کی شاخیں صوبہ وار ہوں - اور پھر وہ ضلع وار ہوں - ان کمیٹیوں کے ذریعہ حجاج کو ہر قسم کی اطلاعات مہیا کی جاسکتی ہیں محافظ حجاج ان کمیٹیوں سے تعلق رکھیں - اگر اس قسم کی کمیٹیوں کا باقاعدہ انتظام ہو گیا - تو بند گاہوں پر حاجیوں کی تکالیف بہت کم ہو جائیں گی - پاسپورٹ وغیرہ کے اختیارات ان کمیٹیوں کو دیئے جاویں تاکہ حجاج کو سہولت ہو - یہ کمیٹیاں گو گورنمنٹ کی نیابت میں ہوں - مگر انتظامی عنصر میں گورنمنٹ کا ہاتھ بہت کم ہو - ان کے فنڈز کی نگرانی اور حفاظت گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہو - اس نظام کو بہت مضبوط اور وسیع کیا جاوے - تفصیلات بعد میں طے ہو سکتی ہیں - اس کے فنڈز وغیرہ کے متعلق آئندہ سوالات کے جوابات میں اشارات ملیں گے -

ہندوستانی حجاج کی مشکلات اور ان کا جواب

سفر ریل

ہندوستانی حجاج کی مشکلات ان کے سفر کے پہلے دن سے شروع ہوتی ہیں - جبکہ وہ ریل میں سوار ہوتے ہیں - عام طور پر یہ لوگ تیسرے درجے کے مسافر ہوتے ہیں - اور تیسرے درجے کے عام مسافروں کو جو تکلیف ہو رہی ہے - وہ کسی سے مخفی نہیں - تیسرے درجے کے بدنصیب مسافروں میں حجاج کی تعداد عام مسافروں کی نسبت بڑھی ہوئی ہوتی ہے - اس لئے کہ مسافت بعیدہ کے لحاظ سے انہیں ضروریات سفر کا بہت بڑا ذخیرہ لینا پڑتا ہے - دوسرے اس طوالت سفر کی وجہ سے ان کی کوشش ہوتی ہے - کہ وہ اپنے قافلہ سے جو عموماً چند آدمیوں سے شروع ہوتا ہے جدا نہ ہو جاویں - اور اس لحاظ سے عام طور پر ان کی کوشش یہ ہوتی ہے - کہ وہ گاڑی کے ایک کمرے میں بیٹھیں - اور اس کوشش میں ان کی مصیبت اور تکلیف خود اپیل کرتی ہے - اسلئے اگر حاجیوں کی مشکلات کا فی الحقیقت کوئی انسداد کرنا ہے - تو اس کی ابتداء ان کے ابتدائی سفر سے ہی ہونی چاہیئے - اور اس کے لئے ریلوے بورڈ کی توجہ کیلئے مندرجہ ذیل امور پیش کرنے ضروری ہیں -

اوّل - حج کے موسم میں عام طور پر ہر دوسرے ہفتہ ایک سپیشل ٹرین مختلف مقامات سے حاجیوں کے لئے روانہ ہونی چاہیئے - جس میں ان کے لئے سپاہیوں کے قواعد کے مطابق جگہ مہیا کی جاوے - نہ کہ عام مسافروں سے بھی گرے ہوئے معیار پر -

دوم - حاجیوں سے کرایہ میں خاص رعایت ہونی چاہیئے - جس طرح پر ایسٹر، کرسمس اور درگا پوجا اور دوسرے مذہبی تہواروں کی تقریب پر دیجاتی ہیں اگر یہ رعائتیں جاری ہو جاویں - تو بہت ممکن ہے - کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاجی اوپر کے درجوں میں سفر کرسکیں۔ مگر محض اس خیال یا امید سے ہی رعایت نہیں دینی چاہیئے۔ بلکہ عام طور پر رعایت دی جاوے ؛

تیسری۔ ایام حج میں خاص ٹرینوں کے علاوہ ہر ایسی گاڑی میں جو کسی بندرگاہ تک سے چلنے والی ہو۔ حاجیوں کے لئے ایک خاص گاڑی یا ان کی تعداد کے لحاظ سے خاص کمرے الگ کردینے چاہیئیں۔ جس طرح یوروپین یا عورتوں کے لئے کمرے مخصوص کئے جاتے ہیں۔ اور اس میں کوئی دوسرا شخص باوجود خالی رہنے کے بھی سوار نہیں ہوسکتا۔

چہارم۔ ایسے موقعہ پر حاجیوں کے لئے سٹیشن کے پلیٹ فارم پر جانے کیلئے ٹکٹ لینے کے بعد ہر قسم کی سہولت ہو۔

پنجم۔ ان کی گاڑی میں پانی اور رفع حاجت کے لئے کافی انتظام ہو۔ روانگی کے بندرگاہ (وہ بمبئی ہو یا کراچی) پر پہنچ کر حاجیوں کی مشکلات کا دائرہ بہت وسیع ہوجاتا ہے۔ اور یہ اتنا لامتناہی ہوتا ہے۔ کہ حج سے واپس آنے تک بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ حکومت نے حاجیوں کے آرام و انتظام کیلئے

محافظ حجاج

کے نام سے کراچی اور بمبئی میں ایک عہدہ دار مقرر کیا ہوا ہے۔ اور وہ اپنا باقاعدہ دفتر اور مناسب عملہ رکھتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ کہنے میں تامل نہیں ہے۔ کہ باوجود یکہ یہ محکمہ مفید اور ضروری ہے۔ مگر یہ امر واقعہ ہے کہ حجاج اس سے پورے طور پر مستفید نہیں ہوسکتے۔ اور اس کے وجوہ اور اسباب میں دو بطور اصل کے ہیں۔ اول یہ کہ حجاج میں بہت بڑی تعداد تیسرے درجے کے حاجیوں کی ہوتی ہے۔ جو یا تو تعلیم یافتہ ہوتے ہی نہیں۔ اور اگر کچھ لکھے پڑھے ہوں۔ تو وہ محافظ حجاج کو ایک پولیس افسر یقین کرکے اس سے دور ہی رہنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی تکالیف کو بیان کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتے ہرچہ آید بر سر فرزند آدم بگذرد پر عمل کر لیتے ہیں۔ دوسرے محافظ حجاج کا دفتر حاجیوں کے مسافر خانے سے اتنا دور ہے۔ کہ غریب حاجی اگر کچھ کہنا بھی چاہیں۔ تو وہ دفتر کی دوری کی وجہ سے اپنی جان پر ظلم کرکے بیٹھ جاتے ہیں۔ اس لئے محافظ حجاج کے صیغہ دفتر سے جو مقصد رکھا گیا ہے۔ اس سے پورا فائدہ اٹھانے کے قابل بنانے کے لئے مندرجہ ذیل امور کی ضرورت ہے

اول۔ محافظ حجاج کا دفتر ایسی جگہ ہو۔ جو حاجیوں کے مسافر خانوں کے بہت ہی قریب ہو

دوم۔ تمام حاجیوں کو سفر شروع کرنے سے پیشتر مسافر خانوں میں پہنچ کر اس قسم کی ہدایات ہر زبان میں چھاپ کر تقسیم کردی جائیں۔ جو انہیں اس قابل بنادیں۔ کہ وہ محافظ حجاج سے فائدہ اٹھائیں۔ یعنی ان تمام امور کی صراحت ہو۔ کہ حاجی محافظ حجاج سے کس قسم کی مدد لے سکتے ہیں۔

سوم۔ محافظ حجاج خود اور اس کا سٹاف ایسے لوگوں پر مشتمل ہو۔ جو حجاج کو آرام پہنچانے اور ان کی مدد کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں۔ حکومت کا خیال ان کے سر میں نہ ہو۔ حجاج کی دلداری اور حوصلے سے ان کی بات سننا اور اس کا تدارک کرنے کے لئے پوری آمادگی کا عملی اظہار ان کا کام ہو۔

ٹیکا چیچک و ہیضہ

حاجیوں کو ٹیکہ بندرگاہ یعنی بمبئی یا کراچی جاکر لگوانا ہوتا ہے۔ بمبئی میں اس مقصد کیلئے دھوبی تلاؤ پر جانا پڑتا ہے۔ اس لئے آئندہ کے لئے یہ انتظام کیا جاوے۔ کہ حاجی چیچک اور ہیضہ کا ٹیکہ اپنے اضلاع میں لگوالیا کریں۔ تاکہ بمبئی جاکر انہیں یہ تکلیف اٹھانی نہ پڑے۔ اور بمبئی میں یہ انتظام کیا جاوے۔ کہ مسافر خانوں میں عملہ ٹیکہ جاکر ٹیکہ کردے۔ حاجیوں کو نہ جانا پڑے۔

جہپارہ

اس کا موجودہ انتظام سخت تکلیف دہ ہے اور عہدہ دار مستورات کے لئے خصوصاً تکلیف افزاء ہے۔ اس میں مفصلہ ذیل تکالیف ہیں۔

اول۔ افسران متعلقہ وقت معینہ پر نہیں آتے اور مسافروں کو قبل از وقت پہنچ کر بے جا انتظار اور زحمت گوارا کرنی پڑتی ہے۔

دوم :- تمام بستروں کو خواہ وہ کیسے ہی صاف اور ستھرے ہوں اکٹھے ایک جگہ بھاپ دی جاتی ہے ؛

سوم :- ایک ہی وقت تمام مسافروں کا معائنہ ہوتا ہے ؛

چہارم :- عورتوں اور مردوں کو علیحدہ علیحدہ جگہ میں بند کیا جاتا ہے۔ جس سے بعض اوقات عورتیں بچھڑ جاتی ہیں۔ یا مردوں کو ان کے انتظار میں غیر معمولی تکلیف انتظار ہوتی ہے۔

پنجم :- مسافروں کے لئے بیٹھنے کا کوئی انتظام نہیں۔ بھیڑ بکری کی طرح بند کردیا جاتا ہے۔

انسدادی تدابیر

اول :- تو جہپارہ وغیرہ کا انتظام روانگی جہاز سے کم از کم تین دن قبل شروع کیا جاوے۔ اور ہر روز ہوتا رہے۔ تاکہ حاجیوں کی مقررہ ٹولیاں اپنی آسانی کے لحاظ سے آتی جائیں۔ اور فراغت حاصل کرکے سارٹیفکیٹ حاصل کرلیں۔

دوئم :- صاف اور ستھرے بستروں کو جہپارہ کی ضرورت نہ رہے۔ اور یہ امر ایک عہدہ دار کے ذریعہ مسافر خانوں میں طے کردینا چاہیئے۔ جو محافظ حجاج کے عملہ کی نگرانی میں معائنہ کرلے ؛

سوئم :- جہپارہ خانہ میں بیٹھنے کے لئے بنچ تجویز کئے جاویں ؛

چہارم :- مستورات کو ان کے مردوں سے الگ نہ کیا جاوے۔ یا ایسا انتظام ہو۔ کہ ان کے مرد پہلے فارغ ہوکر ایک خاص جگہ پر ان کا انتظار کرسکیں ؛

پنجم :- معائنہ کے لئے سہولتیں ایسی ہوں۔ مستورات ڈاکٹر ہوں۔ یا ہر دو انہ معائنہ ہوکر سرٹیفکیٹ صحت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا دے دیا جاوے۔

ششم :۔ اوّل اور دوم درجہ کے مسافروں کا معائنہ الگ ہو۔ کم ازکم درجہ اوّل کے مسافروں کا معائنہ تخت جہاز پر ہو ؎

پلیٹ فارم ٹکٹ

تختہ جہاز پر مسافروں کو سوار کرنے کے لئے پلیٹ فارم ٹکٹ کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ جو تین روپے ادا کرنے پر ملتا ہے۔ مگر اس کے لئے کمشنر۔ ڈپٹی کمشنر یا محافظ حجاج کی اجازت ضروری ہے۔ یہ پابندیاں غیر ضروری ہیں۔

قیمت بھی زیادہ ہے۔ اس کے لئے سہولتیں ملنی چاہئیں۔ تاکہ حاجیوں کو آرام مل سکے۔

جہاز پر سوار ہونا

بھپارہ سے فارغ ہو کر حاجی جہاز پر سوار ہوتے ہیں۔ لیکن جہاز کی روانگی کا وقت مقرر نہیں ہوتا۔ یا کم ازکم حجاج کو نہیں معلوم ہوتا۔ اس موقع پر عملہ انتظامی میں مسلمان عہدہ داروں کا تقرر لازمی ہے نہ کہ انگریز عہدہ داروں کا جو خواہ آرام پہنچانے کا کتنی قدر بھی خواہشمند ہو۔ مگر اجنبیت اور حکومت کا ایک فرد ہونے کی وجہ سے پوری دلچسپی نہیں لے سکتا۔ جہاز کے وقت روانگی کا اعلان ہو اور روانگی سے پیشتر کم ازکم ایک گھنٹہ پہلے تمام حاجی سوار ہو جانے چاہئیں۔

جہازوں کا کرایہ اور جہازوں کی حالت

اب ہم جہازوں کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ تین مختلف کمپنیاں نمازی۔ شوسٹری اور ٹرنر ماریسن حاجیوں کو لانے اور لے جانے کا کام کرتی ہیں۔ پہلے ان میں سے بعض کمپنیاں باہم مقابلہ رکھتی تھیں۔ اور کرایہ میں اس طرح سے سہولت ہو جاتی تھی۔ مگر اب انہوں نے مقابلہ کی سپرٹ کو چھوڑ کر معاہدہ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ کرایہ بہت زیادہ لیا جاتا ہے۔ اور باوجود اس کے حجاج کے آرام کی طرف قطعاً توجہ نہیں کی جاتی۔ بھیڑ بکریوں کی طرح انہیں بھر دیا جاتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس بارے میں سوالات کے نمبر دیکر جواب دیا جاوے۔ اس کے صرف وہی نمبر لکھے جائیں گے۔ جن کے متعلق مشورہ دینا مقصود ہے۔

۱۹ - کرایہ مقرر ہو۔ اور تمام درجوں کے لئے مقرر کیا جاوے۔ کمپنیوں کو اس میں اضافہ کرنے کا کسی صورت میں اختیار نہ ہو۔ ہاں کمی کا اعلان وہ کر سکنے کے مجاز ہوں۔ درجہ اوّل و دوم و سوم سب باخوراک ہوں۔ کسی درجہ کا ٹکٹ بلا خوراک جاری نہ کیا جاوے۔ ایسا کرنے سے حاجیوں کی بہت سی تکالیف کا سدباب ہو جائے گا۔ لکڑی باورچیخانہ وغیرہ کی تکالیف اور مختلف سامان کے جمع رکھنے کی مشکلات دور ہو جائیں گی۔ ہمارے رائے میں درجہ اوّل کا کرایہ واپسی ساڑھے چارسو روپیہ اور یک طرفہ اڑھائی سو روپیہ ہو۔ اور درجہ دوم ساڑھے تین اور پونے دوسو علی التواتر اور درجہ سوم کا ایک سو چالیس اور ۸۰ روپیہ ہو۔ درجہ سوم میں خوراک کے لئے ایک روپیہ آٹھ آنہ یومیہ کا اضافہ کر لیا جاوے

۲۰ - لازماً تکلیف ہوتی ہے۔ جہاز ران کمپنیاں کو جو حاجیوں کو لانے اور لے جانے کا کام کرتی ہیں ذمہ وار قرار دیا جاوے۔ اور اگر انکی وجہ سے حاجیوں کو جدہ وغیرہ ٹھیرنا پڑے۔ تو ایام اقامت کے اخراجات لازماً جہاز ران کمپنیوں کے ذمہ ہوں تو وہ اپنی ذمہ داری کا صحیح احساس کر سکیں گی ؎

۲۱ - واپسی ٹکٹ لازمی نہ ہوں۔ بلکہ زر امانت جمع کرایا جاوے۔ اب تک جو اس پر عمل نہیں ہوتا اس کی وجہ قانون سے ناواقفی ہے۔ دلال واپسی کے ٹکٹ لینے کا مشورہ دیتے ہیں۔ تاکہ کمیشن زیادہ لے سکیں۔ واپسی کی ٹکٹوں کی وجہ سے بعض اوقات بڑی تکالیف اور دقتیں ہوتی ہیں۔

۲۲ - زر امانت کی واپسی کے لئے کوئی میعاد نہیں ہونی چاہیئے۔ البتہ یہ اس صورت میں دیا جاوے کہ جب جمع کنندہ واپس آنا چاہے۔

۲۳ - صرف حاجیوں کے لئے زر امانت جمع کرانا لازمی ہو ؎

۲۴ :- کھانے کے متعلق ہم پہلے رائے دے چکے ہیں۔ کہ جہاز ران کمپنیاں کھانا مہیا کریں۔

۲۵ :- بے شک۔

۲۶ :- نہیں۔

۲۷ :- حاجیوں کو جہاز میں قانون کے موافق قطعاً جگہ نہیں دی جاتی۔ اور حاجیوں کی صحت کیلئے یہ طریق سخت خطرناک ہے۔ اگر مقررہ قانون کے موافق جگہ دی جاوے۔ تو حاجی آسائش سے رہ سکتے ہیں۔ مگر جہاز ران کمپنیاں مقررہ تعداد سے زائد بٹھلانے میں مضائقہ نہیں کرتی ہیں۔ اور حاجی اس خیال سے کہ رہ نہ جاویں اس تکلیف کی پرواہ نہ کر کے نقصان اٹھاتے ہیں۔ اس لئے جہاز ران کمپنیوں سے سختی کے ساتھ اس کی پابندی کرائی جاوے۔ ہر ایک مسافر کے لئے کم ازکم چوبیس مربع فٹ جگہ ملنی چاہیئے۔ اور سامان کے لئے نو ۹ مربع فٹ اور عرشہ جہاز کو درجہ اوّل و دوم کے مسافروں کے لئے بالکل خالی رکھا جاوے ؎

۲۸ :- یہ مناسب نہیں بلکہ ضروری ہے کہ ریلوے کی طرح جہازوں میں بھی بچوں کے کرایہ میں رعایت ہو۔ جو قانون ریلوے میں ہو وہی جہاز میں چاہیئے۔

۲۹ :- اگر زر امانت کا سلسلہ جاری ہو جاوے۔ اور واپسی ٹکٹ کا سلسلہ اس سے بدل دیا جاوے۔ تو مثنیٰ ٹکٹوں کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ اور نہ ٹکٹوں کے چوری جانے کا خطرہ رہے گا۔

۳۰ و ۳۱ :- کمپنیاں کم ازکم دس فیصدی وضع کر کے واپس دیتی ہیں۔ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ کاٹتی ہیں۔ ہمارے خیال میں دو فیصدی سے زیادہ وضع نہیں ہونا چاہیئے۔

۳۲ :- لازماً پورا واپس کرنا چاہیئے۔

۳۳ :- شرائط یہاں درج نہیں۔ اسلئے ان پر رائے زنی نہیں کی جاسکتی۔ البتہ اتنا کہنا ضروری ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ یہ شرائط صرف انگریزی میں ہوتی ہیں۔ جن سے عام حاجی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ وہ اردو۔ بنگالی اور دوسری زبانوں میں بھی ہونی چاہئیں ؛

۳۴۔ ایسے جہازوں کا قیام کسی صورت میں چوبیس گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر زیادہ ٹھیریں تو کمپنیاں حاجیوں کے اخراجات اس قدر عرصہ کے لئے ادا کریں۔ بر اہ راست اگر جہاز کراچی یا بمبئی سے جاویں۔ تو سب سے زیادہ مفید اور بہتر ہوگا +

۳۵۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ شپنگ ایکٹ کی دفعہ ... کے ماتحت ایک سند یافتہ دایہ ہو۔ جو مسلمان ہو۔ اور اس کے ساتھ کم از کم دو یا چار جیسی صورت ہو خادمہ عورتیں بھی مریضوں کی خبر گیری اور مردہ عورتوں کے غسل وغیرہ کے لئے موجود رہنی چاہئیں۔

۳۶۔ جہازران کمپنیاں عموماً پابندی نہیں کرتی ہیں۔ سختی سے اس کی پابندی ہونی چاہیئے۔

۳۷۔ موجودہ صورت میں حاجیوں کے لئے جو مصارف حکومت کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔ وہ ضروری ہیں۔ لیکن اگر اسی قدر روپیہ کو حاجیوں کے مفاد اور آرام و سہولتوں کے صحیح نقطۂ نگاہ سے خرچ کیا جاوے۔ تو ہماری رائے میں وہ کافی ہیں۔

۳۸۔ حاجیوں کے آرام اور آسائش کے لئے اس امر کی بے شک ضرورت ہے۔ کہ حاجیوں سے کچھ فیس لی جاوے۔ ہماری رائے میں درجہ سوم کے حاجیوں سے دو روپیہ فی کس اور درجہ دوئم کے حاجیوں سے تین اور درجہ اوّل کے حاجیوں سے پانچ روپیہ فی کس ہو۔ اس طرح پر جو سرمایہ جمع ہو۔ اسکے انتظام کی ذمہ داری حکومت کے انتظام سے ہو۔ لیکن حج کمیٹی کے ممبروں کے مشورے سے ہو۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ روپیہ کی وصولی اور اس کا جمع رکھنا اور ضروریات کے موافق اخراجات کی ادائیگی حکومت کے انتظام کے ... ... نیچے ہو حج کمیٹی اس کے لئے مشورہ دینے میں آزاد ہو۔

۳۹۔ اس کے متعلق جملہ اختیارات حج کمیٹی کو ہوں۔ مگر زر امانت سرکاری بینک میں ہو ؛

۴۰۔ مفلس اور نادار حاجیوں کا حج کے لئے جانا discourage کیا جاوے۔ اس کو روکنے کی ہر ضروری تدبیر کرنی چاہیئے۔ البتہ جو حاجی باوجود پوری پوری مقدرت اور کافی روپیہ رکھنے کے حج کے لئے جاویں۔ اور کسی اتفاقی حادثہ سے وہاں نادار ہو جاویں۔ تو ان کی مدد کی جائے۔ لیکن اس طرح پر جو روپیہ حاصل ہو۔ وہ سراسر حاجیوں کے فوائد عام کی اغراض میں خرچ ہو۔ اور جوں جوں فنڈ بڑھتا جاوے۔ اسے حاجیوں کی آسائش کے بہترین سامانوں میں خرچ کیا جائے۔ یہاں تک کہ سرمایہ ہو جانے کی صورت میں حاجیوں کی آمدورفت کے جہازات مہیا کئے جاویں۔ یہ ایک مستقل سکیم ہو سکتی ہے۔ حج کمیٹی چاہے گی۔ تو اس پر بحث کرنے کے لئے ہم تیار رہیں۔

۴۱۔ سوال نمبر ۴۰ کے جواب میں کسی قدر اشارہ ہے۔ یہ روپیہ تجارت ہی میں لگایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ سرمائے کی حفاظت کے لئے تسلی بخش انتظام ہو۔ محض بینک میں رکھنے کی صورت میں اس کا سود حاجیوں کی آسائش پر خرچ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ روپیہ صرف اشاعت اسلام میں لگایا جا سکتا ہے۔ اس لئے تجارت میں لگانا ہوگا ؛

۴۲۔ جہاں تک ہمارا علم ہے۔ ضلع گورداسپور میں اس قسم کی کوئی تدات نہیں ہیں۔ البتہ ایک حج کمیٹی کا سوال ہمارے زیر نظر ہے۔

حصہ نمبر ۶ عام مسائل

۴۳۔ جہاں تک ہماری تحقیقات کا تعلق ہے۔ کراچی اور بمبئی دونوں جگہ اگرچہ مسافر خانے ہیں۔ مگر وہ حاجیوں کی ضرورت اور آرام کے لحاظ سے بالکل غیر مکتفی ہیں۔ بمبئی میں پوری بندر کے نزدیک صرف ایک مسافر خانہ صابو صدیق کا ہے۔ مگر وہ تمام حاجیوں کے لئے جو بندر بمبئی سے سوار ہوں کافی نہیں۔ باقی بندر سے دور ہیں۔ اور چھوٹے ہیں۔ ان حالات میں اس نوع میں اگر مسافر خانے کا انتظام نہ ہو۔ تو ایام حج میں ایک بڑے کیمپ کی ضرورت ہے۔ کراچی کی حالت بمبئی سے بھی بدتر ہے۔ کراچی کے تین مسافر خانے عام ہیں۔ حاجیوں کے لئے مخصوص نہیں۔ حاجی کیمپ بندر سے دور ہوتا ہے۔ اور وہاں حاجیوں کے آرام کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اس لئے بندر کے نزدیک ایک مستقل آرام گاہ حاجیوں کے لئے تیار کی جاوے۔ جس میں وقت واحد میں کم از کم تین ہزار حاجیوں کے ٹھیرنے کا انتظام ہو سکے یا حاجی کیمپ بنایا جاوے۔

۴۴۔ ایسے مسافر خانہ حج کمیٹی کے سپرد ہونے چاہئیں۔

۴۵۔ موجودہ صورت میں طبی معائنہ وغیرہ کے انتظام نہ صرف ناقص ہیں۔ بلکہ تکلیف دہ ہیں۔ ان میں اصلاحات کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

۴۶۔ ٹکٹ دینے کا طریق بالکل غیر تسلی بخش ہے۔ ہماری رائے میں ڈاکٹری معائنہ اور ٹیکا وغیرہ کے بعد ٹکٹ دیا جاوے۔ اور اس کے لئے بہتر یہ ہوگا۔ کہ ضلع وار حج کمیٹیاں ایسے ٹکٹ فروخت کر سکیں۔ یہ بھی ایک مستقل سکیم ہے۔ اس مختصر میں اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ موجودہ صورت میں ٹکٹ کے دفتر مسافر خانوں میں کھولے جاویں۔ اور اس کے ساتھ ہی حفظان صحت کا محکمہ ہو ؛

۴۷۔ حاجیوں کے سامانوں کے لدوانے کا موجودہ طریق تسلی بخش نہیں۔ اگر ٹکٹ کھانے کے ساتھ جاری کرنے کی تجویز ہو گئی۔ تو حاجیوں کا سامان بہت مختصر ہو جاوے گا۔ اس صورت میں یہ مناسب ہوگا۔ کہ حاجی خود اپنا اسباب لے جا کر آپ جہاز میں رکھوا کر جگہ معین کر لیں۔ اسمیں بہت سی کشمکش اور نقصان کا سدِ باب ہو جاویگا

۴۸۔ پلیٹ فارم ٹکٹ کے متعلق پہلے اظہار رائے کر دیا ہے۔ اس طریق سے جو آمدنی ہو۔ وہ حجاج کی آسائش کے فنڈ میں جمع ہونی چاہیئے۔

۴۹۔ یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ راہداری کا دفتر حاجی کیمپ یا مسافر خانے میں ہو ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۵۰ - دلال ہرگز نہیں ہونے چاہئیں -

۵۱ - اولاً ایسے معلمین ہرگز نہیں جانے دینے چاہئیں - جو حجاز سے آکر پروپیگنڈا کرتے ہیں - اور مفلسوں کو لے جاکر مصائب میں ڈالتے ہیں - تاہم حج کے لئے ایسے کارندے مقرر کر سکتی ہے - جو حجاج کے آرام و آسائش کے لئے بطور ان کی نگرانی کے جاویں - ایسے لوگوں کو لائسنس دیا جاوے مگر اس کی کچھ فیس نہ لی جاوے - البتہ اس لائسنس کی شرائط یہ ہوں - کہ وہ جن حاجیوں کو لے کر جا رہا ہے - ان کے آرام و آسائش اور ضروری امور کی نگہداشت کا ذمہ دار ہوگا - اور اسے حج کمیٹی کے دفتر میں مکمل رپورٹ مصدقہ دینی چاہیئے -

۵۲ - پانی کی نہایت تنگی ہوتی ہے - ہر حاجی کو قانوناً ڈیڑھ گیلن پانی ملتا ہے - اگر کھانے کا انتظام جہاز ران کمپنیوں کے سپرد ہو جاوے - تو کم از کم دو گیلن پانی کافی ہوگا -

۵۳ - کھانے کا انتظام جہاز کے سپرد ہونے پر اس کی ضرورت نہ رہے گی - البتہ غسل خانوں اور پاخانوں کی اصلاح ہونی چاہیئے - پاخانے تعداد میں زیادہ ہوں - اور غسل خانے ہر وقت کھلے رہیں سو سے زیادہ حاجیوں کے لئے غسل خانہ نہیں ہونا چاہیئے - عورتوں اور مردوں کے پاخانے علیحدہ علیحدہ پردے کی پوری رعایت سے ہوں -

۵۴ - ڈاکٹری انتظام عام طور پر برا نہیں - لیکن اصلاح طلب ضرور ہے - ڈاکٹروں کو دن میں تین مرتبہ کم از کم چکر لگانا چاہیئے - اور طبی امداد کے لئے ہر وقت بلانے پر آنا ضروری ہے -

۵۵ - مصارف کا اندازہ حکومت حجاز اور حکومت ہند کے مشورے سے ہونا چاہیئے - اور اخراجات کی کمی کے ساتھ اس امر کو مدنظر رکھا جائے کہ حاجیوں کو کسی قسم کی ایسی تکلیف نہ ہو - جو ان کی صحت اور زندگی پر مؤثر ہو -

۵۶ - اگر مفلس اور نادار حاجی نہ جائیں گے تو اس کی ضرورت نہ رہے گی -

۵۷ - معلومات کا بہتر انتظام نہیں ہے - بلکہ بالکل نہیں ہے - یہ دقت حج کمیٹی کے تقرر سے دفع ہو جائیگی -

۵۸ - کامران اترنے کے طریق کو بند کر دیا جائے - روانگی سے قبل بندرگاہوں پر حفاظت کا طریق جیسے بنگال حج کمیٹی نے کیا تھا رائج .. .. کیا جاوے - موجودہ حالت میں کامران کی تکالیف .. .. کی عام شکایت ہے - اس جدید اصلاح سے جو روپیہ کامران کے اخراجات کا بچے گا - وہ حجاج کی بہتری کے لئے صرف ہو سکے گا -

۵۹ - جدہ میں بھی حج کمیٹی کے نمائندہ کا ہونا ضروری ہے - جو موجودہ انتظام کو زیادہ کامیاب اور آسان بنا سکے - اور عام حجاج کو اس سے فائدہ پہنچے - اس کے ساتھ ایک مختصر سا عارضی عملہ ہو ❊

۶۰ - حجاز میں گو اس وقت بھی بعض پرائیویٹ کوٹھیوں کے ذریعہ بینک کی کچھ سہولتیں میسر ہیں - لیکن اگر حجاز اور برٹش گورنمنٹ کے مشورے اور مشترکہ عمل سے بینک کی مزید سہولتیں حاصل ہو جائیں تو یہ بہت ہی مفید ہوگا ❊

۶۱ - جہاز میں مرنے والوں کی نعشوں کو سپرد آب کرنے کا طریقہ تسلی بخش نہیں - اس غرض کے لئے ایک مختصر عملہ کی ضرورت ہے - جو غسل دینے والے مردوں اور عورتوں پر مشتمل ہو - اور ان پر باقاعدہ نماز جنازہ پڑھ کر انہیں سپرد آب کیا جاوے ❊

۶۲ - قانوناً لازم کر دیا جاوے - کہ ہر حاجی سفر سے پہلے ایک تحریری وصیت اپنے متروکہ کے متعلق محافظ حجاج کے حوالے کرے - اور حکومت کے ذریعہ اس کا متروکہ وصیت کے مطابق ورثاء کو پہنچایا جاوے - جو لاوارث ہوں - ان کا متروکہ حج کمیٹی کے فنڈ میں دیا جاوے ❊

۶۳ - ہمارے خیال میں اس کی ضرورت نہیں -

۶۴ - حجاج کو بعض عملی صورتوں نے یقین دلا دیا ہے - کہ عمال توجہ نہیں کرتے - اس لئے وہ شکایت نہیں کرتے - اس بدظنی کو عملاً رفع کرنا چاہیئے -

۶۵ - واپسی کے وقت بندرگاہ پر پڑتال سامان کی تکلیف نہایت خطرناک ہے - حاجی عام طور پر تبرکات لے کر آتے ہیں - ان کے اسباب کو واپسی پر خراب کیا جاتا ہے - یہ قطعاً موقوف ہونا چاہیئے ❊

۶۶ - ہوا کے لئے پنکھوں کا ہونا ضروری ہے اور تھرڈ کلاس میں بھی لگائے جائیں - مندرجہ ذیل امور مدنظر رہیں :-

(۱) عورتوں اور مردوں کے لئے جہاز میں الگ حصے مقرر ہوں - جن میں پردہ کا لحاظ ہو -

(۲) جہاز کے نچلے حصوں میں خصوصاً برقی پنکھے ہونے چاہئیں -

(۳) درجہ اول و دوئم کے سیلون اور لائبریریاں مسافروں کی رہائش کے لئے استعمال ہوں -

(۴) مسلمان خادم ہوں ❊

(۵) غسل خانے اور پاخانے زیادہ صاف اور روشن اور پردہ دار ہوں ❊

(۶) عورتوں کے لئے ایک عرشہ مخصوص ہو ❊

(۷) عملہ جہاز میں ڈاکٹر - بٹلر - کلرک وغیرہ سب مسلمان ہوں - ان کو طبعاً حاجیوں سے ہمدردی ہوگی -

مختصراً ہم نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے - اس امید پر کہ حج کمیٹی توجہ کرے گی ❊

مرزا احمد بیگ کی پیشگوئی مخالفین سلسلہ کے ان تمام اعتراضات کا جواب جو نکاح والی پیشگوئی پر وہ آئے دن کرتے رہتے ہیں - قیمت ۳ ❊

حقیقۃ المجنون حضرت مسیح موعودؑ پر جو مراق و مالیخولیا کے اعتراض کئے جاتے ہیں - ان کا جواب - قیمت ۶ ❊

آئینہ حق نما مولوی ثناء اللہ امرتسری کے مایہ ناز رسالہ "الہامات مرزا" کا مکمل مفصل مدلل جواب بڑی ضخیم کتاب ہے - قیمت صرف ایک روپیہ ❊ ملنے کا پتہ

مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا نبی

(بسلسلہ فاروق ۱۴ مارچ ۱۹۲۹ء صفحہ ۱)

سوال نمبر ۷۲ :۔ جنگ اُحد میں کمسن لڑکوں کے اخلاص کی کیفیت بیان کرو؟

جواب :۔ رافعہ بن خدیج ایک کمسن لڑکے کو بوجہ کمسنی کے واپس ہونے کو کہا۔ تو وہ اس خیال سے کہ اس کا قد اونچا معلوم ہو۔ پاؤں کے انگوٹھوں کے بل کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ اُسے ہمراہ لیا گیا۔ ایک اور کمسن لڑکا سمرہ نامی تھا۔ جب اس کو واپسی کے لئے کہا گیا۔ تو وہ بولا۔ کہ میں رافعہ کو کشتی میں گرا لیتا ہوں۔ جب اسے لیا گیا۔ تو مجھے کیوں واپس کیا جاتا ہے؟

سوال نمبر ۷۳ :۔ جنگ اُحد کے اور حالات بیان کرو؟

جواب :۔ اس جنگ کے دوران میں ایک شخص مصعب کے جو شکل میں آنحضرت صلعم کے مشابہ تھا شہید ہونے پر یہ خبر مشہور ہو گئی۔ کہ نبی کریم صلعم نے شہادت پائی۔ اس پر بعضوں نے کہا۔ کہ اب آگے لڑ کر کیا کریں گے۔ مگر بعضوں نے کہا اگر محمدؐ شہید ہو گئے۔ تو اب زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ اور ہمارا خدا تو زندہ ہے۔ اپنے دین پر لڑو۔ اسی اثناء میں کعب نے رسول کریم صلعم کو پہچان کر کہا۔ کہ اے گروہ اسلام خوش ہو جاؤ۔ رسول اللہ یہ ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی کفار چاروں طرف سے رسول کریم صلعم پر آن پڑے۔ مگر صحابہ نے رسول کریم صلعم کے گرد اپنے جسموں سے ایک دیوار بنا دی۔ انہیں میں سے ایک صحابی زیاد بن زف تھے۔ جنہوں نے آنحضرت صلعم کے قدموں پر اپنا منہ رکھ کر جان دیدی۔ اسی اثناء میں کسی نے رسولِ کریم صلعم پر تلوار کا وار کیا۔ جس سے چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ اور آپؐ گر پڑے۔ تیروں پر تیر آ رہے تھے۔ مگر آپؐ فرماتے تھے۔ رب اغفر قومی فانھم لا یعلمون، اے میرے خدا میری قوم کو بخش دے۔ کیونکہ وہ نہیں سمجھتی۔ اور کبھی یہ دعا فرماتے تھے۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ اے خدا میری قوم کو ہدایت دے۔ کیونکہ وہ نہیں سمجھتی۔ جب صحابہ نے عرض کیا۔ کہ دشمنوں کی سختیاں بڑھی جاتی ہیں۔ حضور اُن کے لئے بددعا کریں۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ میں بددعائیں دینے کے لئے نہیں بلکہ دعوت اسلام دینے اور رحمت پہنچانے کے لئے بھیجا گیا ہوں (اس لئے خدا نے آپؐ کو رحمۃ اللعٰلمین فرمایا) حضرت ابو طلحہ زندہ ڈھال کا کام دے رہے ہیں۔ تیر چلاتے جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حضورؐ اپنا سر نہ اٹھائیں۔ میرا سینہ حضورؐ کے لئے سپر ہے۔ حضرت سعد تیر چلا رہے ہیں۔ اور رسولِ کریم صلعم انہیں تیر اٹھا کر دیتے جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی فرماتے ہیں۔ یا سعد! فداک ابی وامی/ اے سعد تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ تیر مارے جاو (اللہ اکبر حضرت سعدؓ کی خوش قسمتی کی کوئی انتہا ہے) وہ کون سا کام ہو سکتا ہے۔ جس سے انسان سعد بن سکے؟

سوال نمبر ۷۴ :۔ اس جنگ میں مسلم خواتین کی جان نثاری کی مثال بیان کرو؟

جواب :۔ اُمّ عمارہ اور اُمّ سلیط بھی صحابہ کے ساتھ ملکر حضورؐ کی حفاظت کرنے والوں میں تھیں۔ حضرت حمزہؓ اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ جب اُنکی بہن کو یہ خبر ملی۔ تو کہنے لگیں۔ کہ اسلام اور خدا کی راہ میں یہ قربانی کوئی بڑی نہیں ہے۔ بنو دینار کی ایک خاتون جو انصار میں سے تھیں۔ اپنے باپ بھائی اور شوہر کی شہادت کی خبر یکے بعد دیگرے سنتی ہیں۔ لیکن ان پر افسوس کرنے کی بجائے ہر دفعہ نبی کریم صلعم کی خیریت دریافت کرتی ہیں۔ اور جب نبی کریم صلعم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی۔ تو کہنے لگی ہے۔ تیرے ہوتے سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔ اس جنگ میں دشمن ناکام رہکر واپس ہوئے۔

سوال نمبر ۷۵ :۔ جنگ احزاب (یا خندق) کب ہوا۔ اس کے متعلق مختصر حالات بیان کرو؟

جواب :۔ یہ جنگ ۱۸ بنوت اور ۶۲۷ء میں ہوا۔ جنگ اُحد کے بعد یہ جنگ ہوا۔ اُحد میں کفار کو شکست ہوئی۔ اس لئے اس دفعہ کفار عرب ۲۴ ہزار جرار فوج کے ساتھ مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ شہر کی حفاظت کے لئے خندق کھودی گئی۔ اور رسولِ کریم صلعم نے پھر ایک دفعہ مزدوروں کی حیثیت سے اس میں شرکت فرمائی۔ اسلامی فوج محض تین ہزار تھی جس کو دشمن کی فوج نے ایک ماہ تک محاصرہ میں رکھا مگر بالآخر خدائی مدد آن پہنچی۔ ایک مہینہ کے محاصرہ کے بعد جب کفار نے خندق کی ایک طرف سے حملہ کر دیا۔ اور مسلمانوں کے دل ہل گئے۔ تو ایسی سخت ہوائیں چلیں کہ دشمن کے خیمے اکھڑ گئے۔ کھانا پکانا دشوار ہو گیا۔ دوسری طرف سامان رسد خراب اور ختم ہو گیا۔ کفار کی فوج پراگندگی اور ندامت کی حالت میں پھر مکہ کو واپس ہوئی۔

سوال نمبر ۷۶ :۔ جنگ احزاب سے فارغ ہو کر رسولِ کریم صلعم نے کس کام کی طرف توجہ فرمائی؟

جواب :۔ جنگ احزاب سے فارغ ہو کر آں حضرتؐ نے بنو قریظہ کی طرف رُخ کیا۔ وہی چونکہ سارے فساد کے بانی تھے۔ اور باوجود معاہدہ کرنے کے اسلام کی مخالفت پر لوگوں کو ابھارتے تھے اس لئے ان سے اطاعت کے لئے کہا گیا۔ مگر انہوں نے اس کی بجائے مقابلہ پر آمادگی ظاہر کی۔ اسلئے ان کا خاتمہ کر دیا گیا۔

سوال نمبر ۷۷ :۔ بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ کے متعلق اختصار سے کیفیت بیان کرو؟

جواب :۔ مسلمانوں کو مکہ سے نکلے ہوئے چھ سال ہو چکے تھے۔ ان کو مکہ یاد آ رہا تھا۔ اُدھر رسول کریم صلعم نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضورؐ نے کعبہ کی کنجیاں لے کر طواف اور عمرہ فرمایا۔ ان حالات میں سب مہاجرین کی یہ خواہش ہوئی۔ کہ اس دفعہ عمرہ کریں چنانچہ آنحضرت صلعم ۱۴۰۰ مسلمانوں کے ساتھ بغیر کسی قسم کی تیاری جنگ اور ہتھیاروں کے مکہ کی طرف عمرہ کی غرض سے روانہ ہوئے۔ اس پر کفار مکہ نے جو ہمیشہ لڑائی کے لئے بہانہ ڈھونڈتے تھے۔ جنگ کی طیاریاں شروع کر دیں۔ مگر عروہ بن سعود کفار کیطرف سے دریافت حالات کیلئے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دوران گفتگو میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاہلیت کے دستور کے مطابق وہ حضورؐ کی ڈاڑھی پکڑ پکڑ لیتا تھا۔ مغیرہ بن شعبہؓ جو حضورؐ کے پیچھے کھڑے تھے (مغیرہ بن شعبہ کیسے خوش نصیب تھے) عروہ کی یہ حرکت دیکھ کر کہنے لگے۔ کف[1] یدک عن وجہ رسول اللہ (صلعم) قبل ان ترجع الیک۔ عروہ جب اپنی قوم میں واپس گیا۔ تو کہنے لگا۔ کہ میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں۔ مگر وہ جذبۂ جان نثاری میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ جو محمدؐ صلعم کے اصحاب کو محمد صلعم کے ساتھ ہے۔

اس کے بعد رسول کریم صلعم نے حضرت عثمانؓ کو معاملہ سلجھانے کے لئے روانہ فرمایا۔ مگر ان کے جاتے ہی یہ خبر مشہور ہو گئی۔ کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ اس خبر کو سنتے ہی حضورؐ نے ان کا قصاص لینے کے لئے مسلمانوں سے بیعت لی۔ جسے بیعت الرضوان کہتے ہیں لیکن بعد میں حضرت عثمان کی شہادت کی خبر غلط نکلی۔ اور چند شرائط پر باہمی صلح ہو گئی۔ یہ صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی بڑی شرطیں یہ تھیں۔ کہ دس سال تک باہمی لڑائی نہ ہو۔ اور اس سال مسلمان عمرہ نہ کریں۔ اگلے سال آئیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لے گئے۔ راستہ میں آیت انا فتحنا لک فتحاً مبیناً نازل ہوئی۔

بیعت الرضوان و صلح حدیبیہ ۵۹ سنہ ولادت ۱۹ سنہ نبوت ۶ سنہ ہجری و ۶۲۸ء میں ہوئی۔ (باقی دارد)

(خاکسار عبد المجید خاں)

[1] رسول اللہ صلعم کی ریش مبارک سے ہاتھ کو دور رکھو ورنہ تمہارا ہاتھ واپس نہ جائے گا۔

احمدیہ پاکٹ بک

اس میں ۱۲ سو دلائل اور حوالجات صداقت اسلام و تصدیق مسیح موعود علیہ السلام و تردید مذہب غیر اسلام و مخالفین میں جمع کر دیئے ہیں۔ ہر ایک احمدی اس کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھے۔ تاکہ ہر میدان میں اور ہر مذہب والے کے ساتھ وہ مقابلہ کر سکے۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

ملنے کا پتہ

مینیجر فاروق بک ایجنسی قادیان پنجاب

دیانندی مشن

ایک بام دود ہوا

گذشتہ سال اسی ماہ اگست کے پرکاش مورخہ ۲۲ ساون کے صفحہ ۷ میں سن رائز انگریزی اخبار کے ایک مضمون پر جس میں ایڈیٹر سن رائز نے ایک حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے یہ لکھ دیا تھا۔ کہ:۔

"ہندو ہمیشہ اس قسم کے بہانوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جن سے وہ اپنے ہمسائے مسلمانوں کو تباہ کر سکیں۔ پس گائے کا سوال محض بہانہ ہے ہمیں بطور امر واقعہ معلوم ہے۔ کہ ہمارے اکثر ہندو دوست ہیں۔ جو گائے کے کباب اور کوفتوں کے بڑے شوقین ہیں۔ لیکن جب کبھی بھی موقعہ پیدا ہوتا ہے۔ اس معاملہ میں غریب مسلمانوں کی مذمت میں پیش پیش رہے ہیں"

پرکاش کی رادہاجی اس قدر گرم ہوئیں۔ کہ ایڈیٹر سن رائز کو شریر اور شیطان لکھ کر بھی اس پر ۱۵۳۔ الف لگانے کی تمنا کرنے لگی۔ مگر خدا کی شان۔ ابھی چند دن ہوئے ہیں۔ کہ "رشی" اخبار امرت سر کے ایڈیٹر سینٹ ہری چند نے بڑے دھڑلے سے ایک نوٹ لکھا۔ جس کو ہم بطور استفسار رشی کے الفاظ میں نقل کر کے ایڈیٹر پرکاش سے دریافت کرتے ہیں کہ رادہاجی

(۱) کیا یہ درست ہے۔ کہ لالہ ہرکشن لعل نے کسی دعوت کے موقعہ پر کہا تھا۔ کہ "میں نے ولایت میں گائے کے گوشت کا شوربا پیا تھا جو مجھے بہت پسند آیا"؟

(۲) کیا ایڈیٹر رشی نے یہ سچ لکھا ہے۔ کہ "لالہ ہرکشن لعل صاحب کے حریفوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہندوؤں میں ایک ہرکشن لعل نہیں۔ لاکھوں ایسے اشخاص موجود ہیں۔ کہ جو ولایت کے علاوہ ہندوستان میں گائے کا گوشت کھاتے ہیں۔ خاص کر امرتسر میں بیسیوں معزز ہندو جن میں کئی رائے صاحبان بھی ہیں۔ نہایت مزے سے کھلم کھلا اس گوشت کا استعمال کرتے ہیں"؟ (رشی ۲۳ مئی ۱۹۲۹ء ص ۶)

اگر "رشی" کا یہ کتھن سچ ہے۔ تو پھر "سن رائز" کا وہ لیکھ جس پر آپ ۱۵۳ الف لگانا چاہتے تھے کیوں کڑوا لگا۔ محض اس لئے کہ وہ ایک احمدی کی قلم سے نکلا تھا۔ تلخ معلوم ہوا۔ اور یہ ایک ہندو کی کانی (قلم) سے لکھا گیا ہے۔ اس لئے آپ کو ناگوار نہ گذرا؟ اور اگر ہری چند صاحب ایڈیٹر رشی کا یہ اظہار جھوٹ ہے۔ تو اس کو آپ کیوں چپکے سے ہضم کر گئے اور ڈکار تک نہ لی۔ کیوں اس کے لئے ۱۵۳۔ الف۔ اور ۲۹۵ تعزیرات ہند لگنے اور سوراجیہ کی پہلی منزل میں پہنچانے کی آپ نے سفارش نہیں فرمائی؟ دھرم سے کہنا! اپنی عادت کے مطابق جھوٹ نہ بولنا۔ کہ یہ ایک بام دود ہوا والا معاملہ ہے یا نہیں؟

کیا قانون الٰہی میں تبدیلی ممکن ہے؟

قانون کے معنے اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو دستور العمل کے ہیں۔ اور یہ دستور حالات کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ نارتھ ویسٹرن فرنٹیر پراونس میں اور قانون ہے۔ پنجاب میں اور اور یوپی میں اور۔ غیر پنجاب میں بھی حسب حالات بعض اضلاع میں تلوار آزاد ہے۔ اور بعض میں نہیں۔ حالانکہ ان سب مقامات پر گورنمنٹ انگلشیہ حکمران ہے۔ یہ امور چونکہ مشہود محسوس ہیں۔ اس لئے ان میں کسی کو انکار کی گنجائش نہیں۔ مگر آریہ سماج یہ کہتی ہے۔ کہ دنیاوی گورنمنٹ کا قانون تبدیل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انسانی دماغ اپنے ماحول و تجربہ کی بنا پر قانون وضع کرتا ہے۔ اور چونکہ اسے جزئیات کا علم پورے طور پر حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے حالات کے بدلنے سے وہ قانون بدلتی رہتی ہے۔ اور اس کا قانون تبدیل کرنا اس کے کمی علم و تجربہ کی بنا پر ہوتا ہے مگر خدا اس سے پاک ہے۔ اس لئے قانون الٰہی تبدیل نہیں ہو سکتا۔ لیکن آریہ سماج کے اس دعوے سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی عقلمند اتفاق نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قانون کی تبدیلی محض لاعلمی کی بنا پر نہیں ہوتی۔ بلکہ کبھی کبھار اگر ایسا ہو۔ تو یہ ممکن ہے۔ مگر اکثر اوقات حالات کی تبدیلی سے قانون بدلتا ہے۔ جن میں زمانہ کی تبدیلی تعلیم کی تبدیلی تہذیب کی تبدیلی اخلاق کی تبدیلی سب شامل ہیں۔ بچوں کے لئے اور قانون کی ضرورت ہے۔ عورتوں کے لئے اور کی اور مردوں کے لئے اور کی۔

ہندوستان میں اصلاحات مروجہ سے پہلے اور قانون تھا۔ جب ہندوستان کی حالت نے قدرے پلٹا کھایا۔ تو انہیں اصلاحات مل گئیں۔ اس کے بعد اور تغیر ہوا۔ تو اب ان موجودہ اصلاحات سے زیادہ حقوق ہندوستانی مانگ رہے ہیں۔ اور آئندہ کسی زمانہ میں ہو سکتا ہے۔ کہ کامل آزادی کے خواہاں ہوں۔ جب وہ دیکھیں۔ کہ ان کے اندر ایسی اہلیت پیدا ہو چکی ہے کہ وہ حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیں۔ کیونکہ انسان کے ذاتی حالات اور چال چلن اور ذہنی قوی اور اموال واملاک اور اسکی تمدنی صورتوں یا جنگی طریقوں کے ارتقاء سے قانون میں بھی تبدیلی کرنا لازمی امر ہے۔

مثلاً پہلے زمانہ میں تیر و تفنگ کی جنگ تھی۔ جس کے لئے اور قانون تھا۔ اب توپ اور بمبارڈ منٹ سے جنگ کی جاتی ہے۔ جس کے لئے اور قانون ہے اب موجودہ قانون جنگ اس لئے نہیں بدلا گیا۔ کہ پہلا قانون کم علمی پر مبنی تھا۔ بلکہ اس وجہ سے بدلا گیا۔ کہ حالات تبدیل ہو گئے۔ اسی طرح ڈاکٹر مریض کی حالت کے مطابق اس کے لئے ایک نسخہ تجویز کرتا ہے لیکن جوں جوں اس کی حالت رو بصحت ہوتی جاتی ہے۔ توں توں وہ اس کے لئے نسخہ بھی تبدیل کرتا رہتا ہے۔ مگر ہم ایسے ڈاکٹر کو یہ نہیں کہیں گے۔ کہ یہ تبدیلی اس کی کم علمی کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئی۔ بلکہ یہ تبدیلی اس کی دانائی اور اس کی علمیت پر دال ہوگی علاوہ ازیں ایک بوڑھی عورت بھی جو چنداں عقل و تمیز نہیں رکھتی۔ اپنے بچے کی عمر اور موسم کی تبدیلی کے ساتھ اس کے طریق تعہد میں تبدیلیاں کرتی رہتی ہے۔ ایک وہ زمانہ ہوتا۔ جب بچہ صرف دودھ پینے کے قابل ہوتا ہے۔ اور پھر دوسرا زمانہ وہ زمانہ آتا ہے۔ کہ قدرے نرم غذا بھی وہ کھالیتا ہے۔ اور تیسرا وہ زمانہ آتا ہے۔ کہ بالکل اس کا دودھ بند کر دیا جاتا ہے۔ وہ خواہ کتنا روئے۔ اُسے ماں دودھ نہیں دیتی۔ اسی طرح اس کے لباس میں بھی تغیر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح موسموں میں تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اور خلاصہ کلام یہ کہ دنیا ساری تغیرات کا مجموعہ ہے۔ اور یہ امر ہمارے آریہ بھائیوں کو بھی مسلم ہے۔ کہ دنیا میں ابتدائی حالت ایسی نہ تھی۔ جیسی اب ترقی یافتہ ہے۔ اس لئے جب حالت اس امر کی مقتضی ہوئی۔ کہ سب قومیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ نے ایک جامع قانون بنا کر بھیجدیا۔ جیسے ابتدائی زمانہ میں اس نے مختلف قوموں اور فرقوں کی طرف ان کے حالات کے مطابق علیحدہ علیحدہ قانون بنا کر بھیجے ہندوستان میں اگر اس نے ہندوستانیوں کے لئے ایک دستور العمل بنا کر بھیجا۔ اور چین میں چینیوں کے لئے اور ایران میں ایرانیوں کے لئے تو بعد میں حالات کی تبدیلی کے باعث تمام دنیا کے لئے عربی زبان میں نور و ہدایت کا مجموعہ اور تمام صداقتوں کا سرچشمہ قرآن شریف بھیج دیا۔ تا سب اس کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ عبادات نکاح بیوگان۔ خلع۔ طلاق۔ میراث۔ سیاسیات۔ ان سب میں زمانہ حالی میں سوا قرآن کریم کے باقی الہامی کتب ہماری ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ اس لئے یہ ناممکن ہے۔ کہ ہماری حالت کی تبدیلی سے قانون الٰہی میں تبدیلی نہ ہو+

(خاکسار عبد الاحد مولوی فاضل قادیان)

اطلاع

جن خریداران کا چندہ [illegible] جولائی [illegible] ختم ہو چکا ہے۔ ان کے نام ماہ [illegible] وی پی بھیجا جائے گا [illegible] وصول کریں۔ اور [illegible] کے نام بھی وی پی بھیجا جائیگا۔

(مینیجر)

تربیت اطفال

ایک سبق آموز فسانہ

(۔۔۔)

اتوار کا دن سرکاری دفاتر کے کارکنوں کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن اگر ڈلہوزی جیسی جگہ میں اس دن مطلع بھی صاف ہو۔ تو پھر تو پانچوں گھی میں ہیں۔ کیونکہ کثرت باراں نے یہاں بھی ولایت کا سامان بنا رکھا ہے۔ چنانچہ آج کچھ دوستوں نے اس دل خوش کن موسم سے حظ اٹھانے کے لئے سیر کی ٹھانی۔ میں تو پہلے ہی چاہتا تھا تیار ہو گیا۔ کثرت رائے سے یہی تجویز ہوا۔ کہ بیلون سے ہوتے ہوئے۔ مانکوٹ پھربتی کھیت چلیں راستہ میں خوش منظر وادیوں کا نظارہ۔ بارش کے پانی کا (جو تیزی سے بہہ رہا تھا) رنگین ترنم کچھ ایسا بھاتا تھا۔ کہ ہم سب بیخود ہوئے جاتے تھے۔ کبھی کبھی لاریوں کی کرخت آواز بھی دور سے سنائی دیتی۔ ہم خراماں خراماں چلے جا رہے تھے۔ کہ ایک چشمہ آیا۔ کچھ دیر آرام کیلئے وہیں ٹھہر گئے۔

میں فطرتاً کچھ تنہائی پسند واقعہ ہوا ہوں۔ اس لئے اور اس لئے بھی کہ میں کچھ اور وادیوں کا نظارہ کر سکوں۔ میں نے ایک شارٹ کٹ پر چڑھنا شروع کیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ پانچ چھ سال کے دو بچے کچھ عجیب انداز سے جھاڑیوں میں بیٹھے "راز ونیاز کی باتیں" کر رہے ہیں۔ پہلے تو مجھے ہئیت کذائی پر ہنسی آئی۔ لیکن جب دفعتہً میرے کان میں یہ آواز پڑی۔ کہ

"ہاں بے شک جھوٹ ایک اچھی چیز ہے"

تو میں نے کہا۔ "معاملہ زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے۔ کہیں نزدیک ہی چھپ کر ان کی گفتگو سننی چاہیئے"۔ چنانچہ میں ایک درخت کے پاس واٹر پروف بچھا کے لیٹ گیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھی۔ کہ انہیں میرے وہاں آنے احساس تک نہ ہوا۔ دوسرا بچہ دفعتہً بولا "ہیں یہ کیا جھوٹ! جھوٹ کو کون پسند کرتا ہے۔ مجھے تو اکثر ابا کہا کرتے ہیں۔ بیٹا جھوٹ بہت ہی بری۔۔۔"

پہلا بچہ:۔ (قطع کلام کرتے ہوئے) "اونھ بہت ہی بری۔ دیکھو تو کل کی بات ہے۔ کہ ابا شفیع حلوائی کے ہاں سے مٹھائی لائے۔ سنتے ہیں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ باہر چلے گئے۔ بعد میں اماں جب اٹھیں۔ پانچ چھ لڈو تو کھالئے۔ باقی اسی طرح وہیں رہنے دیئے۔ رات کو ابا آئے۔ دیکھا کہ لڈو کم ہیں۔ وہ ایک دن اماں سے اس وجہ سے ناراض ہوئے تھے۔ کہ انہوں نے ان کی اجازت کے بغیر ایک چیز لے لی تھی۔ اب اماں ڈریں۔ کہ کہیں ناراض ہی نہ ہو جائیں۔ ابا نے پوچھا یہ لڈو کہاں گئے۔ تو اماں نے منہ بنا کے کہا۔ "مجھے کیا خبر۔ مجھے بتا کے گئے تھے۔ کہ یہاں رکھے ہیں۔ وہ جھگن یہاں آیا تھا۔ وہ لے گیا ہوگا"! بات ختم ہوئی۔

اب غور تو کرو۔ ایک تو اماں نے لڈو کھائے اور کھائے بھی اکٹھے چھ۔ اگر ابا دیتے تو تین ہی حصہ میں آتے۔ دوسرے ابا ناراض بھی نہ ہوتے یہ کچھ کم فائدہ ہے"!

دوسرا بچہ:۔ "اف تم ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر نظر رکھتے ہو۔ ہمیں تو کبھی خیال بھی نہیں آیا"!

پہلا بچہ:۔ لو اور سنو! جب ہم دونوں اندر کھیل رہے تھے۔ عابد نے رونا شروع کر دیا۔ اماں نے بہتیرا بہلایا۔ مگر وہ روتا ہی رہا۔ کہ اتنے میں ابا آئے آتے ہی کہا۔ چپ نہیں ہوتے۔ وہ دیکھو ہوّا آیا۔ میں نے جو ادھر دیکھا۔ نہ کوئی ہوّا تھا۔ نہ کچھ اور۔ عابد بیچارا سنتے ہی چپ ہو گیا۔ کہو تو! اب بھی نہ مانو گے؟

دوسرا بچہ:۔ ہاں بھئی۔ بات تو کچھ ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔ مجھے تو اب یاد آیا۔ صبح کی بات ہے۔ ابا نے جو سیب نکالا۔ میں نے مانگنا شروع کر دیا۔ انہوں نے جھٹ ہاتھ پیچھے کر لئے۔ اور لگے کہنے۔ وہ چیل لے گئی "میں نے دیکھا نہ وہاں چیل تھی۔ نہ کچھ اور۔ تھوڑی دیر بعد میری جو نظر پڑی۔ تو ان کے پیچھے وہ سیب پڑا تھا۔ دیکھو نا! جھوٹ ہی تو ہے جس نے ان کا سیب بچا لیا۔

پہلا بچہ:۔ اور مجھے تو یہ بھی علم نہ تھا۔ کہ جھوٹ کہتے کسے ہیں؟ ابا اکثر کہا کرتے۔ "بیٹا جھوٹ نہ بولنا" میں حیران کہ یہ ہے کیا؟ یہی سوچ رہا تھا۔ کہ ایک دن اماں بیمار ہو گئیں۔ ابا دوائی لائے وہ کچھ کڑوی تھی۔ ابا جو ذرا باہر گئے۔ اماں نے چارپائی کے نیچے گرادی۔ ابا نے آتے پوچھا۔ "کیوں وہ دوائی پی لی؟" اماں کہنے لگیں ہاں اتنے میں آپا بولی۔ "نہیں ابا جان! اماں جان جھوٹ بولتی ہیں۔ دیکھو تو یہی انہوں نے گرادی ہے"۔ تب میں سمجھا۔ کہ یہ ہے جھوٹ دوائی پی نہیں۔ اور کہتی ہیں۔ ہاں پی لی"۔

چوری کا نام تو سنا تھا۔ کیونکہ ابا اس سے بھی منع کیا کرتے تھے۔ لیکن یہ نہیں جانتا تھا۔ کہ یہ ہے کیا چیز؟ ایک دفعہ بھائی جان کو اماں نے کہا۔ کہ تین روپیہ کا گھی لادو۔ میں بھی ساتھ چلا گیا۔ دوکاندار سے بھائی جان کہنے لگے۔ کہ ۲ روپیہ کا گھی دیدو۔ میں حیران کہ اماں نے تو تین روپیہ کا کہا تھا۔ گھر آیا۔ تو اماں کو نامعلوم کس طرح معلوم ہو گیا۔ سوٹی پکڑ لی۔ اور مارنے لگ گئیں۔ ساتھ ہی کہتیں۔ "یہ چوری کی عادت تم نے کس سے سیکھی۔ ٹھہر تو سہی۔ تجھے بتاتی ہوں۔ چوری اس طرح کیا کرتے ہیں"۔ میں نے جو دو تین دفعہ "چوری" کا لفظ سنا۔ تو سمجھا چوری اسے کہتے ہیں"۔

میں ان کی باتیں سنتا اور ان کے والدین کو کوستا تھا۔ کہ انہیں تو ایک امر سے منع کرتے ہیں لیکن خود اس سے مجتنب نہیں رہتے۔ اس سے تو یہی بہتر تھا۔ کہ انہیں اس طرف متوجہ ہی نہ کرتے۔ ان بیچاروں کو کیا معلوم تھا۔ کہ جھوٹ اسے کہتے ہیں۔ اور چوری اسے۔ ہماری اولادیں اسی لئے تباہ ہو رہی ہیں۔ کہ ان کی تربیت کماحقہ نہیں کی جاتی۔

اے خدا تو ہی انہیں سمجھا۔ کہ یہ اولاد کی صحیح تربیت کی طرف متوجہ ہوں۔ میں انہی خیالات میں غلطاں و پیچاں تھا۔ کہ "بندۂ خدا اب آؤ گے بھی یا وہیں بیٹھے رہو گے"! کے الفاظ نے مجھے چونکا دیا ابھی نامعلوم کیا کیا حقائق و معارف بیان کئے جانے تھے۔ کہ دوستوں کی جلدبازی کی وجہ سے مجھے اس محفل سے رخصت ہونا ہی پڑا؛

(محبوب عالم خالد۔ ایچ۔ پی یو خلف خانصاحب فرزند علی۔ از ڈلہوزی)

(بقیہ صفحہ ۲)

صورت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جبکہ ہیڈ جیل آفیسر کی رائے میں بھوک ہڑتال کرنے والوں کو شدید خطرہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور مقاطعہ جوعی کرنے والوں کی زندگی کا برقرار رکھنا منظور ہوتا ہے۔ مزید براں مصنوعی غذا صرف سند یافتہ طبی سٹاف کے ذریعہ سے خاص نگرانی کے ماتحت دی جاتی ہے۔ سپیشل کلاس قیدیوں کے لئے حسب ذیل اصول ہیں:۔

(۱) خاص قسم کے قیدیوں کو معمولی قسم کے قیدیوں سے علیحدہ رکھا جاتا ہے۔ انہیں معمولی خوراک دی جاتی ہے۔ لیکن انہیں اجازت ہوتی ہے کہ وہ اپنے خرچ پر باہر سے اپنی حسب منشاء خوراک منگا سکتے ہیں (۳) انہیں اپنے کپڑے استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

(۴) انہیں ایک ماہ میں خط لکھنے اور اس کے وصول کرنے کی اجازت ہے (۵) ان سے ادنی خدمت نہیں لی جاتی (۶) انہیں اپنے برتنوں کے استعمال کی اجازت ہے۔

(۷) انہیں میز کرسی مل سکتا ہے۔ (۸) ان سے ان کے مطابق کام لیا جاتا ہے (۹) موسم گرما میں انہیں کھلی ہوا میں سونے کی اجازت ہے (۱۰) جیل کی لائبریری سے کتابیں لینے کی اجازت ہے+

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)